رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

قیمت فی پرچہ ۱

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :- غلام نبی ۞ انچارج - مہر محمد خان۔

فہرست مضامین

نمبر ۷۵ | مورخہ ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۰ شعبان سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ شب و روز خدمات دین میں مصروف ہیں۔

بتقریب مجلس مشاورۃ بیرونجات سے احباب کی آمد شروع ہوگئی ہے۔ چنانچہ خان صاحب منشی فرزند علی صاحب امیر جماعت فیروزپور سے۔ مولوی عمر الدین صاحب شملہ سے احباب تشریف لے آئے ہیں۔

جناب حافظ روشن علی صاحب اور جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ۲۱ مارچ کو گجرات میں آریہ سماج کے چیلنج دینے پر تشریف لے گئے تھے۔ ۲۶ مارچ کو واپس آگئے ہیں۔ آریہ سماج نے باوجود پہلے خود چیلنج دینے کے مناظرہ سے انکار کر دیا۔ لیکن ہمارے علماء نے …

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

ملکانوں اور احمدی خدام دین کی ضرورت

۲۴ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء صبح کے وقت جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو تار موصول ہوا کہ فوراً بیس مبلغوں کی ضرورت ہے۔ اسپر حضور کی طرف سے قادیان میں اعلان ہوا۔ کہ احباب مسجد مبارک میں جمع ہو جائیں۔ چنانچہ بہت سے احباب جمع ہو گئے۔ اور حضور نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

فتنہ ارتداد کے انسداد کا کام بڑھ رہا ہے

میں نے اسوقت سب احباب کو خاص طور پر جس ضروری امر کے لئے جمع کیا ہے۔ وہ اس تبلیغ کے متعلق ہے۔ جو مسلمان ملکانہ راجپوتوں میں سلسلہ ارتداد کے روکنے کے لئے شروع کی گئی ہے۔ فتنہ بڑھ رہا ہے۔ میں نے پہلے ہی بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے احسان اور فضل کے ماتحت یہ فتنہ ہماری تربیت کا موجب ہوگا :-

قربانیوں کے اقسام

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی ایک قسم کی نہیں ہوتی۔ ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ جس طرح عبادتوں میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی عبادتوں کا حصہ رکھا ہے۔ اوقات کی قربانی ہوتی ہے جسم کی قربانی ہوتی ہے۔ یہ نماز کی عبادت ہے۔ روزے کی عبادت میں کھانے پینے۔ مرد و عورت کے تعلقات کی قربانی ہوتی ہے حج میں مال و دولت آرام اور وطن کی۔ پھر قربانیاں کئی قسم کی ہیں۔ بعض فرائض کے ذریعہ لی جاتی ہیں۔ بعض نوافل کے

ذریعہ - فرائض حکم کے ماتحت اور نوافل مرضی کے ماتحت بجالائے جاتے ہیں - یہ ایمان کو سنبھالنے والی چیز ہے جب تک نوافل کی قربانی نہ ادا کیجائے اسوقت تک ایمان کی تکمیل نہیں ہو سکتی - کیونکہ اسمیں مرضی کا دخل ہے - اور جب تک نوافل ادا نہوں - مرضی کا پتہ نہیں لگ سکتا - کیونکہ فرائض کی ادائگی عادت کے ماتحت بھی ہو سکتی ہے - لوگ پنجوقتہ نماز پڑھتے ہیں - اگر وہ دوسرے اوقات میں نماز نہیں پڑھتے تو ان کے شوق کا اظہار نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے محض رسم و عادت کا گمان ہو گا - اگر کوئی شخص محض ایک مہینے کے روزے رکھتا ہے - اور باقی سال میں اور روزے کبھی نہیں رکھتا - تو وہ بھی قربانی اور عبادت کا شائق نہیں معلوم ہوتا - اگر صرف زکوٰۃ دیتا ہے - اور صدقہ نہیں کرتا - تو اس کو محض عادت سمجھا جائیگا - اگر ایک شخص توفیق ہونے اور صحت اور امن راہ کے ہوتے ہوئے صرف ایک ہی حج کرتا ہے - اور پھر اس کے دل میں شوق نہیں ہوتا کہ وہ حج ادا کرے - تو اس کا حج عادت یا اثرات کا نتیجہ خیال کیا جائیگا - اسی طرح مالی قربانی بھی ہے - لوگ قربانی تو کرتے ہیں مگر فرائض کے طور پر اگر وہ دوسرے اوقات میں اور دوسری دینی ضروریات کے وقت قربانی نہیں کرتے تو اس کی زیادہ قدر نہیں ہو گی - بلکہ سمجھا جائیگا کہ یہ قربانیاں جو کرتے ہیں - رسماً کرتے ہیں - حقیقی قربانی اسی وقت ہو گی - جو ہر دینی ضرورت کے وقت کی جائے - اور دل کے شوق اور جوش کے ساتھ کی جائے - اور جس کے کرنے کی دل میں ایک لہر پیدا ہو ۔

نوافل جو فرض کی صورت اختیار کر لیتے ہیں

پس ایمان کی تکمیل کے لئے نوافل کی ضرورت ہے - آگے نوافل بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں - جنمیں سے ایک یہ ہیں - جن کو فرض کفایہ کہا جاتا ہے - یہ ایک لحاظ سے نفل ہوتے ہیں - ایک لحاظ سے فرض - فرض کفایہ نفل اور فرض سے مرکب ہوتا ہے فرض قوم کے لحاظ سے کہ اگر کوئی نہ کرے تو ساری قوم گنہگار - اور نفل ہوتا ہے افراد کے لحاظ کہ قوم کا کوئی فرد کر لے تو ساری قوم کا کام سمجھا جائے گا - مگر فرض کفایہ کی ادائگی میں بھی لوگ غافل ہو جاتے ہیں - مثلاً بغیر نام لئے کے کہا جائے - کوئی پانی لاؤ - تو ممکن ہے - کوئی ایک بھی نہ جائے - اور اگر نام لیکر کہا جائے کہ فلاں ستون اٹھا لاؤ - تو وہ شخص ستون اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیگا جب عام بات ہو - تو بعض اوقات اس خیال کے ماتحت سب ہی لوگ خاموش بیٹھے رہتے ہیں کہ دوسرا چلا جائیگا یہی وقت ہوتا ہے کہ اس خیال کو چھوڑا جائے - اور ہر شخص اپنے آپ کو اس آواز کا مخاطب سمجھے - تب پھر قربانی ہوتی ہے - اور ہر شخص اس میں حصہ لیتا ہے ۔

اشاعت اسلام کا وقت اور ہماری جماعت کا فرض

اللہ تعالےٰ نے اس تحریک کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا سامان کیا ہے - اور وقت آ گیا ہے - کہ اسلام کی اشاعت ہو - یہ وقت ہے کہ ہماری جماعت خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھے اب تک ہماری جماعت نے جو قربانی کی تھی - وہ مالی قربانی تھی - مگر تبلیغ کے لئے اوقات کی قربانی پورے طور پر نہ ہوئی تھی - اب اسلام ہر قسم کی قربانی چاہتا ہے - اب ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے - کہ وہ اس آواز کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھے - میرا خیال ہے کہ اب ہمیشہ جماعت پر چندہ مالی کی طرح چندہ اوقات تبلیغ کیلئے مقرر کیا جائے - اور جماعت کا چالیسواں حصہ ہمیشہ تبلیغ میں لگا رہے - مگر یہ آئندہ کی بات ہے - سردست میرے پاس دو سو درخواستیں مسلمان ملکانہ راجپوتوں کو ارتداد سے بچانے کا کام کرنے کے لئے پہنچ چکی ہیں۔

بیس آدمیوں کی طلبی کا تار

آج ہمیں وہاں سے تار پہنچا ہے - انہوں نے فوراً بیس آدمی اور طلب کئے ہیں - پچیس وہاں پہلے جا چکے ہیں - اگر وہ چاہیں تو سو آدمی بھی ہم سے طلب کر سکتے ہیں - اور نہیں معلوم اس پہلی سہ ماہی میں وہ کتنے دفعہ اور بیس بیس آدمیوں کا مطالبہ کرینگے - یہ کام نہیں ہو سکتا - جب تک سب آدمی اس کام کے لئے تیار نہ ہو جائیں - اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کے مطالبہ سے زیادہ آدمی اس وقت وہاں جانے کو تیار ہونگے وقت اتنا نہیں ہے - کہ ہم باہر والوں سے خطاب کریں - ابھی تک باہر سے درخواستیں آئی بھی کم ہیں کیونکہ ابھی تک باہر میرے اعلان کی اشاعت کم ہوئی ہے۔

نبی کے دیکھنے والوں کی فضیلت

ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے - کہ اس نے ہمیں ایک نبی کا زمانہ دیا - بڑے بڑے بزرگ ہوئے ہیں - مگر ایک احمدی کو یہ شرف حاصل ہے - کہ اس نے ایک نبی کا چہرہ دیکھا ہے - حضرت سید عبد القادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تقویٰ و طہارت سے ایک احمدی سے افضل ہیں مگر ایک ہمارے احمدی کو جو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے ایک نبی کو دیکھا ہے - یہ ان پر اس کو فضیلت حاصل ہے - یہ ایک مستقل فضیلت ہے - یہی وجہ ہے کہ صحابہ بعد کے بزرگوں سے افضل ہیں۔

ممبران وفد ثانی کے اسماء

پس مجھے ایسے بیس آدمیوں کی ضرورت ہے - خواہ انہوں نے اب تک نام لکھوایا ہو - خواہ نہ لکھوایا ہو وہ اب اپنے نام پیش کریں - جو آج عصر کی نماز کے بعد قادیان سے روانہ ہو جائیں - وقت جو گذر جاتا ہے پھر نہیں آتا - ممکن ہے ایک رات جو غفلت کی ہو - وہی زنگ لگا دے - پس چاہیئے کہ وہ شام سے پہلے پہلے چلے جائیں - جو شام سے پہلے جا سکتے ہیں - وہ بولیں - اس پر ۱۱۹ درخواستیں پیش ہوئیں - مگر جن احباب کو منتخب کیا گیا - ان کے اسماء حسب ذیل ہیں :-

(۱) حضرت مولوی شیخ عبد الرحیم صاحب (سابق سردار جگت سنگھ وغیرہ) اتالیق صاحبزادگان حضرت نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ قادیان دارالامان - امیر وفد ۔

(۲) جناب مولوی چودہری عبد السلام خان صاحب فاضل ہیڈ ماسٹر ٹیچر بکالٹھ گڈہی ۔

(۳) جناب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر اخبار الفضل (حال ایڈیٹر ٹیریٹوریل فورس)

(۴) جناب مولوی عبد الصمد صاحب پٹیالوی مصنف تحفہ کلکتہ او نار

(۵) مولوی ظل الرحمٰن صاحب فاضل بنگالی - مہاجر

(۶) مولوی محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان مہاجر۔

(۷) مولوی رحمت علی صاحب - بنگالی - مہاجر۔

(۸) منشی عبد الخالق صاحب کپورتھلوی مہاجر

(۹) منشی محمد دین صاحب ملتانی - مہاجر۔

بقیہ دیکھو صفحہ ۱۱ کالم ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ۔ ۲۹ مارچ ۱۹۲۳ء

غیر احمدیوں کے سالانہ جلسہ کی روئداد

غیر احمدیوں کے جلسہ کی مختصر کارروائی تو ایک گذشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے۔ اب ان کے مشہور مولویوں کے لیکچروں کا ذکر کیا جاتا ہے :۔

مولوی فضل حق کا لیکچر

یہ صاحب جن کا حلیہ ہم مختصر روئداد میں درج کر چکے ہیں لمبا جبہ اور قیمتی ٹسری سبز رنگ کی پگڑی باندھے جھوم جھوم کر کہہ رہے تھے۔ کہ حقیقی مسلمان وہی ہیں جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوں جیسے حضرت عمرؓ جب بیت المقدس میں گئے۔ تو ان کے کپڑے پھٹے تھے۔ دوران تقریر میں جب دیکھا کہ لوگ گڑ بڑ مچا رہے ہیں۔ تو کہنے لگے۔ میں ذرا گلے کو کھول لوں۔ اور آپ لوگ درود پڑھیں۔ جب اس کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ تو کہنے لگے۔ آپ لوگ گھبراتے کیوں ہیں آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ اور میں کیا کیا بیان کرتا ہوں۔ آخر بہت سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ تو ارشاد ہوا یہ کیا واہیات بات ہے ؎

مولوی صاحب کی خواب

انہی مولوی صاحب نے اپنی خواب سنائی۔ کہ ۱۹۰۰ء میں یا اس سے ایک کم اس کو کیا کہتے ہیں (کسی نے بتایا ۱۸۹۹ء) میں ایک شخص غلام محی الدین جو بہت نیک آدمی تھا احمدی ہو گیا۔ وہ مجھے کتابیں پڑھنے کے لئے دیتا رہا اور میں نے مرزا صاحب کی کئی کتابیں دیکھیں۔ میں نے براہین احمدیہ بھی دیکھی۔ تصدیق الحق* بھی دیکھی۔ حقیقۃ الوحی بھی دیکھی۔ پھر میں نے خواب دیکھی کہ میں قادیان میں ہوں۔ بارش ہو کر ختم ہوئی ہے۔ اور پانی کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ میں کنارے پر کھڑا ہوں ایک آدمی اس پانی میں تیرتا ہوا آیا۔ اور میرے پاس سے گذر گیا۔ آگے ایک مسجد ہے جو اینٹوں کی بنی ہوئی ہے مگر چونا وغیرہ سارا گر گیا ہے۔ اینٹیں ہی اینٹیں رہ گئی ہیں۔ وہ اس مسجد سے جا کر ٹکرایا۔ اور پھر آگے چلا گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ مرزا صاحب ہیں۔ اور مجھے جو اس کام یعنی تیرنے میں فیل ہوں۔ سیلاب میں تیرنے کا کمال دکھلا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس پانی میں کیا تیرنا ہے دریا میں تیر کر دکھائیں تو بات ہے۔

* اس نام کی حضرت مسیح موعود کی کوئی کتاب نہیں۔

خواب کی تعبیر

اگرچہ یہ ضروری نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق آپ کے مخالفین کو جو خواب آئے وہ سچی ہو۔ بلکہ ان میں سے اکثر خواب دیکھنے والے کی حالت کے مطابق شیطانی القاء ہوتی ہیں۔ لیکن بعض اوقات بدکاروں اور شریروں کو بھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں۔ اور ہمارے نزدیک مولوی صاحب مذکورہ کی بیان کردہ خواب بھی سچی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام پر مصائب اور مشکلات کا جو سیلاب آیا ہوا ہے۔ اس میں اگر کوئی تیر سکتا ہے اور تیر رہا ہے۔ تو وہ حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔ اور جو مسجد دکھائی گئی۔ کہ اس کی صرف اینٹیں رہ گئی ہیں۔ اور چونا سارا گر گیا ہے۔ اس سے مراد مسلمان کہلانے والوں کی جماعت ہے جو صرف ڈھانچ ہی رہ گئی ہے۔ وہ مضبوطی اور استواری جو اسلام نے پیدا کی تھی سو وہ انہیں نہیں ہی۔ اور اس ٹکر سے مراد یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب جو اسلام کی حفاظت کیلئے کھڑے ہونگے۔ ان کے رستے میں یہ مسلمان کہلانے والے حائل ہونگے۔ اور ان کا مقابلہ کرینگے۔ لیکن روک نہ سکیں گے یہ خواب بالکل صاف اور واضح تھی۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب نے اسپر غور نہ کیا۔ اور نہ اس سے کچھ فائدہ اٹھایا۔

خود ساختہ معیار صداقت

پھر مولوی صاحب نے کہا۔ کہ میں نے مرزا صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کہتے ہیں کشمیر میں حضرت عیسیٰ کی قبر ہے۔ آؤ وہاں چلکر دعا کریں۔ پھر جو جواب آئیگا۔ اس کے مطابق فیصلہ کرینگے۔ مگر جواب ندارد ؎

پھر کہا میں نے مرزا صاحب کے ایک اور فیصلہ کا طریق لکھا تھا اور وہ یہ کہ لاہور کی شاہی مسجد کے مینار پر چڑھ کے دونوں چھلانگ مارتے ہیں۔ جو زندہ بچ رہا۔ وہ سچا ہوگا۔

یہ ہیں ان لوگوں کے نزدیک وہ معیار جن سے کسی نبی کی صداقت پرکھی جا سکتی ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کے بیان کردہ معیاروں کو چھوڑ کر جو لوگ اپنے من گھڑت معیاروں پر کسی نبی کی صداقت ... پرکھیں۔ ان کو کس طرح صحیح بات معلوم ہو سکتی ہے اور وہ کس طرح ہدایت پا سکتے ہیں۔

مولوی ابراہیم سیالکوٹی کا لیکچر

۷ مارچ کو ۶ بجے کے قریب مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے اپنا لیکچر شروع کیا۔ اور کہا میرا مضمون خلافت محمدیہ ہے مادہ جس قدر مجھے موقع ملیگا۔ اسی پر بیان کرتا رہوں گا۔

رسول کریمؐ کے بعد سلسلہ خلافت

سیالکوٹی صاحب نے کہا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام امر بالمعروف نہی عن المنکر تھا۔ اور آپ صاحب سیاست بھی تھے۔ آپ کے بعد خلافت کا سلسلہ قیامت تک قائم رہیگا۔

رسول کریمؐ سے پہلے انبیاء کی اقسام

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کے متعلق مولوی صاحب نے کہا۔ پہلے انبیاء ایک طرز پر نہیں آئے کسی کو سیاست اور نبوت دیگئی۔ جیسے حضرت موسیٰ کسی کو رسالت اور سیاست دیگئی۔ شریعت نہ دیگئی۔ جیسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان۔ کسی کو شریعت دیگئی۔ مگر سیاست نہ دیگئی۔ جیسے حضرت عیسیٰ۔ کسی کو نہ سیاست دیگئی نہ شریعت بلکہ وہ پہلے نبی کا تابع تھا جیسے حضرت یحییٰ اور زکریا۔ ان کو نہ مستقل شریعت ملی۔ نہ سیاست۔ ان کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ صاحب شریعت اور صاحب سیاست تھے۔ اور جامع تھے ان کمالات کے جو سب نبیوں کو دیئے گئے۔

رسول کریمؐ کی امت میں نبی

لیکن حیرت ہے کہ یہ کہنے کے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا گویا پہلے انبیاء میں سے تو بعض اس شان اور اس درجہ کے تھے کہ جن کے تابع اور جن کی امت میں کئی کئی نبی ہوئے لیکن کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے آپ کے تابع ہو کر کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ پھر رسول کریمؐ سب انبیاء

نے فضل کس طرح ٹھہرے ۔ حالانکہ خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے آپ کا افاضہ کمال ہی یہی ہے کہ آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ مولوی صاحب نے یہ بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک صاحب سیاست خلیفے ہوتے رہینگے ۔ جو شریعت کے ان احکام کو جو سیاست سے تعلق رکھتے ہیں۔ جاری کرینگے وہاں یہ بھی کہا کہ اب کوئی نبی نہ ہو گا۔ گویا شریعت کے سیاسی احکام کے جاری کرنے کی تو ضرورت ہو گی لیکن لوگوں میں رُوحانیت پیدا کرنے اور خدا تعالیٰ کے حقیقی عبد بنانے کی ضرورت نہیں ہوگی جو انبیاء کا اصلی کام ہوتا ہے ۔ لیکن کیا یہ ٹھیک ہے ۔ اور اس امر کی ضرورت نہیں کہ مسلمانوں میں روحانیت پیدا کی جائے ۔ اگر مسلمان ایسے ہی مسلمان ہیں ۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائے تھے ۔ اور اسلام مسلمانوں کے سینوں میں اسی طرح محفوظ ہے ۔ جس طرح رسول کریم کے وقت تھا ۔ اور مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی ویسی ہی محبت اور اُلفت ہے جیسی رسول کریم کے وقت میں تھی ۔ تو بیشک کسی ایسے انسان کے آنے کی ضرورت نہیں ۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی نبوت میں خلیفہ ہو ۔ یعنی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اتباع میں نبی بنے لیکن اگر ایسا نہیں ہے ۔ بلکہ مسلمان اسلام کو چھوڑ چکے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ کوئی نبی نہ آئے ۔ مسلمانوں کی موجودہ حالت کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ۔ خود مسلمان ہی جو کچھ کہہ رہے ہیں وہی کافی ہے ۔ اور مولوی ابراہیم کی ایک تقریر سے قبل جو نظم پڑھی گئی اس سے ظاہر ہے ۔ جس کے چند مصرعے یہ ہیں :۔

اب دین کوئی دم کا ہے مہمان ہمارا
اب مٹنے کو ہے نام مسلمان ہمارا
اب رہبر و حامی ہؤا شیطان ہمارا

ایسی حالت میں کسی نبی کے آنے سے انکار حد درجہ کی بدبختی کی علامت نہیں تو اور کیا ہے ۔

خلیفہ سے وفاداری

مولوی صاحب نے اپنے وعظ میں یہ بھی کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس خلیفہ کی بیعت کرو ۔ اس سے وفادار رہو اگر وہ کوئی ناروا فعل بھی کریگا ۔ تو اس سے پوچھا جائیگا ۔ تم اسکو نہ چھوڑو ۔ لیکن اپنی دوسری تقریر میں سابق خلیفہ ٹرکی کو معاہدہ صلح پر دستخط کرنے اور انگریزوں کے ساتھ مصالحت کر لینے کی وجہ سے غدار ۔ اسلام فروش وغیرہ کہکر خود بھی لعنت کی ۔ اور حاضرین سے بھی لعنت کا نعرہ لگوایا ۔ حالانکہ جب سابق سلطان ٹرکی کو رسول کریم کا خلیفہ سمجھا جاتا تھا ۔ تو خواہ وہ کچھ کرتا اس سے وفادار رہنا مسلمانوں کا فرض تھا نہ کہ اسے تخت حکومت سے اُتار کر فرار پر مجبور کرنا اور لعنتیں بھیجنا مناسب تھا ۔

مخالفین اسلام کے بدترین الزام کا اعتراف ۔

حضرت عمرؓ کی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے کہا میں مخالفین کے اس الزام کو بڑی خوشی سے قبول کرتا ہوں کہ ہمارے خلفاء نے اسلام کو تلوار کے ذریعہ پھیلایا ۔ اور وہ غازی تھے ۔ کیونکہ جس کے وہ خلیفہ تھے وہ غازی تھا ۔ اور اس نے تلوار چلائی تھی ۔ گویا مولوی صاحب کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلایا تھا ۔ یہ وہ بدترین اعتراض ہے ۔ جو آج تک مخالفین اسلام پر اسلئے کرتے چلے آئے ہیں کہ لوگوں کو بتائیں ۔ اسلام نے جو دنیا میں پھیلا ۔ تو اپنی صداقت اور حقانیت کے زور سے نہیں پھیلا بلکہ جبر سے پھیلایا گیا تھا ۔ اور تلوار صرف اپنی حفاظت اور ظالموں کے ظلم سے بچانے کے لئے نہ اٹھائی گئی تھی ۔ لیکن آہ ! مسلمان کہلانیوالے اور مسلمانوں کے علماء بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا تھا ۔ کیا ایسے لوگوں کے متعلق ہر ایک وہ شخص جو اسلام کی محبت رکھتا ہے ۔ یہ نہ کہیگا کہ خدا تعالیٰ ایسے نادان دوستوں سے اسلام کو بچائے ۔

قسطنطنیہ اور مسلمان

مولوی صاحب نے خلافت محمدیہ کا سلسلہ حضرت ابوبکرؓ سے چلاتے چلاتے موجودہ ترکی سلطان تک ختم کیا ۔ اور کہا پہلے خلافت مدینہ میں قائم ہوئی ۔ مدینہ سے کوفہ گئی ۔ کوفہ سے دمشق آئی ۔ دمشق سے بغداد پہنچی اور بغداد سے قسطنطنیہ منتقل ہوئی اسلئے اب قسطنطنیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تخت ہے ۔ اور اسی لئے تم اسکے لینے کے لئے چیختے چلاتے رہے ہو ۔

یکسر الصلیب کا مطلب

اسکے بعد کہا ۔ رسول کریم کا جو آخری خلیفہ یعنی امام مہدی ہو گا وہ بھی صاحب سیاست ہو گا ۔ جو صلیب کو پاش پاش کر دیگا ۔ یعنے عیسائیت کے غلبہ کو دور کر دیگا ۔

یکسر الصلیب کا آج تک تو ہمارے مخالفین یہی مطلب نکالتے رہے ہیں کہ لکڑی کی صلیبوں کو توڑ دیگا ۔ مگر معلوم ہوتا ہے اس مفہوم کی لغویت ان پر واضح ہو گئی ہے ۔ اور وہ بھی اب یہی مفہوم لینے لگے ہیں جو حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا ۔ جیسا کہ ابراہیم سیالکوٹی نے یکسر الصلیب سے صلیب کے غلبہ کو دور کرنا بتایا ۔ البتہ اتنا فرق ابھی باقی ہے کہ ہمارے نزدیک صلیب کے غلبہ کو دلائل اور براہین کے ذریعہ دور کیا جائیگا ۔ لیکن ہمارے مخالفین کہتے ہیں ۔ نہیں سطرح نہیں ۔ بلکہ ڈنڈے کے زور سے عیسائیت کو مغلوب کیا جائیگا ۔ اب ہر ایک معقول پسند انسان سمجھتا ہے کہ دلائل اور براہین کے ذریعہ اسلام کا غالب ہونا اسکی صداقت اور حقانیت کی دلیل ہو سکتی ہے یا جبر اور زور سے لوگوں کو مسلمان بنانا ۔

مولوی صاحب نے صلیب پر غلبہ پانے کا ذکر کرتے ہوئے حاضرین سے پوچھا بتاؤ اسوقت کون ہے ۔ جو عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کو غالب کر رہا ہے ۔ اور پھر خود ہی جواب دیا ۔ وہ غیرتمند انسان کمال پاشا ہے ۔ جس کے نام سے اسوقت یورپ کانپ رہا ہے ۔ اور جس نے سارے یورپ کو بھیڑوں کی طرح ہانک آگے لگایا ہؤا ہے ۔ جس کو تم لوگوں نے خلیفہ مقرر کیا تھا ۔ اور امیر المومنین بنایا تھا ۔ اس نے تو صلیب کا غلبہ تسلیم کر لیا ۔ اور دستخط کر دیئے (لعنت کی آوازیں) مگر کمال پاشا قسطنطنیہ سے باہر نکل آیا ۔ اور اس نے جمعیتہ قائم کر لی ۔ اور فتح پائی ۔

مگر یہ کہتے ہوئے مولوی صاحب اس بات کو بھول گئے ۔ کہ غلبہ دلانا تو خلیفہ کا کام تھا ۔ نہ کہ کسی اور کا ۔ پھر اگر کمال پاشا کو بقول ان کے غلبہ حاصل ہؤا ۔ تو کیا ہؤا ۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ خلیفہ ٹرکی کو جو مولوی صاحب کے نزدیک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تخت پر متمکن تھا غلبہ حاصل ہوتا ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے ۔ چونکہ موجودہ خلیفہ کو کمال پاشا نے ہی خلیفہ بنایا ہے ۔ گو اس سے سارے سیاسی اختیارات چھین لئے ہیں اسلئے خلیفہ گر کی حیثیت سے مولوی صاحب نے اسی کا ذکر کرنا مناسب سمجھا اور خلیفہ کے ذکر کو چھوڑ دیا ۔ گو اس ساری تقریر کا اثر ان کے ہم مشرب مسلمانوں پر یہی پڑ رہا تھا کیونکہ خلافت بے سیاست کے مولوی صاحب قائل نہیں ۔

ڈنڈے والا عیسیٰ اور مہدی چاہیئے

مولوی صاحب نے کہا ۔ قسطنطنیہ ایک دفعہ اور مسلمانوں کے قبضہ سے نکلیگا ۔ اور پھر امام مہدی آکر اسے واپس لینگے ۔ اور اس طرف حضرت عیسیٰ بھی ان کے ساتھ ہونگے ۔ گو پہلی آمد میں حضرت عیسیٰ کو سیاست حاصل نہ تھی مگر جب دوبارہ آئینگے تو جنگی قوت کے ساتھ آئینگے ۔ اور اسلام کیلئے تلوار چلائینگے ۔ ورنہ اگر سیاست نہ ہوگی تو کسی نے عیسیٰ اور امام مہدی بنکر کیا کرنا ہے ۔ ہمیں ہاتھ جوڑنیوالا ۔ گورنمنٹ کی خوشامد کرنیوالا ۔ حکام کو ایڈریس دینے والا ۔ مدد کیلئے چندہ دینے والا ۔ فوجیں دینے والا مہدی اور عیسیٰ نہیں چاہیئے بلکہ ڈنڈے والا چاہیئے گویا مولوی صاحب کے نزدیک گورنمنٹ کی بنیاد کھوکھلی کرنیوالا ۔ ملک میں فساد اور جھگڑے شروع کرنیوالا غیر مذاہب کے لوگوں کو تلوار کے زور سے مسلمان بنانیوالا امام مہدی اور عیسیٰ ہو گا ۔

کیا قرآن میں غلبہ اسلام کے لئے جنگ کا حکم ہے

مولوی صاحب نے اسی پر بس نہ کی۔ بلکہ اس سے بڑھکر غضب یہ کیا۔ کہ قرآن کریم کی آیت حتٰے لا تکون فتنۃ کو پیش کر کے کہا۔ کہ اس میں حکم ہے۔ جب تک ساری دنیا پر اسلام غالب نہ آجائے۔ اس وقت تک جنگ جاری رکھو۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ تو اس وقت مولوی ابراہیم اور ان کے ساتھی کیوں اس پر عمل نہیں کرتے اور کیوں اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کیلئے تلوار نہیں اٹھاتے۔ کیا ان کا ایسا نہ کرنا قرآن کریم کے اس حکم کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ اس آیت میں یہ نہیں کہا گیا۔ کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ اس پر عمل کریں گے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ مولوی صاحب اس پر عمل کرنا حضرت عیسیٰ اور امام مہدی کا ہی فرض قرار دیتے ہیں۔ اور خود خاموش بیٹھے ہیں۔

حدیث میں حضرت عیسیٰ کے متعلق جو یہ آیا ہے۔ کہ یضع الحرب

کیا امام مہدی کے وقت سب لوگ مسلمان ہو جائینگے

اس کے متعلق مولوی صاحب نے یہ تشریح کی۔ کہ حضرت عیسیٰ کے آنے تک امام مہدی غیر مذاہب کے لوگوں سے جزیہ کی رعائت منظور کریں گے۔ لیکن جب حضرت عیسیٰ آجائینگے۔ تو پھر جو مسلمان ہو گا۔ اسی کو زندہ رہنے دینگے۔ اور جو انکار کریگا اسے مار دینگے۔ اور اس طرح لڑائی کا خاتمہ ہو جائیگا۔

۸ تاریخ کو مولوی ابراہیم نے اپنا مضمون پھر شروع کیا۔ اور کہا میں نے اپنی تقریر میں بتایا تھا۔ کہ جب تک حضرت عیسیٰ نہ آئینگے۔ اس وقت تک جزیہ جاری رہیگا۔ لیکن جب وہ آجائینگے تو پھر یہ موقوف ہو جائیگا۔ اس وقت جنگ شروع ہوگی۔ یہ معلوم نہیں کہ جنگ کے شروع ہونے کی کیا وجہ ہوگی۔ اور نہ یہ حدیث اور قرآن میں مذکور ہے۔ مگر لڑائی کا انتہا اس امر پر ہوگا۔ کہ سوائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے اور کوئی بات قبول نہ ہوگی۔ غیر مذاہب کے لوگ مسلمان ہی ہونگے۔ تب بچینگے۔ ورنہ نہیں۔ اور سب کے سب لوگ مسلمان ہونگے۔ کوئی کسی اور مذہب کا نہ رہیگا۔

اس موقع پر مولوی صاحب کو یہ اعتراض کھٹکا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت تو ساری دنیا مسلمان نہ ہوئی۔ اگر حضرت عیسیٰ کے وقت سب لوگ مسلمان ہو جائینگے۔ تو ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت حاصل ہوئی۔ اس کا جواب مولوی صاحب نے ایسا بھونڈا دیا۔ کہ جس کو سن کر ہر ایک عقلمند ہنس دیگا۔ کہا بیشک تلوار سے بھی مسلمان بنایا جا سکتا ہے۔ سر پر تلوار رکھی۔ اور جو چاہا منوا لیا۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا اسلام ایسے ایمان کو مانتا بھی ہے۔ اسلام میں ایسے ایمان کی کچھ بھی قدر نہیں ہے۔ اور جو تلوار کے ڈر سے مسلمان ہوتا ہے۔ وہ مسلمان نہیں بلکہ اللہ کے نزدیک کافر ہی ہے۔ خواہ لوگوں کے نزدیک مسلمان ہو جائے۔ پس خواہ کسی کو تلوار سے مسلمان بنا لیا جائے۔ نماز کے لئے بھی کھڑا کر لیا جائے۔ مگر اسلام کا مسئلہ ہے کہ اس کی نجات نہ ہوگی۔

اپنی اس بات کی تصدیق کرانے کے لئے مولوی صاحب نے کہا۔ مولوی نور احمد صاحب۔ اور مولوی مرتضیٰ حسن صاحب بتائیں۔ کہ ڈر سے جو شخص مسلمان ہوتا ہے۔ کیا اس کی نجات ہوگی۔ لیکن کسی مولوی نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ کہا۔ میں سب علماء کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کیا ایسے انسان کی نجات ہوگی اور پھر خود ہی کہدیا نہیں ہوگی۔ اس پر کسی مولوی نے آہستہ سے کچھ کہا۔ جو سنا نہ گیا۔ ہاں اس کے جواب میں مولوی ابراہیم کے یہ الفاظ سنے گئے۔ کہ اس قسم کی باتیں نہ کہو۔ ان سے میرے مضمون میں خلل پڑتا ہے۔ میں نے جو الفاظ کہے ہیں۔ ان کے اندر رہ کر جواب دو۔

اس واقعہ نے ان مولویوں کے قلوبھم شتّٰی کا مصداق ہونے کا ثبوت بہم پہنچایا۔ اور ظاہر ہو گیا کہ گو یہ لوگ احمدیت کے مقابلہ میں جمع ہو کر آئے ہیں۔ لیکن آپس میں ان کا افتراق اور انشقاق حد درجہ کا موجود ہے۔ اور ہمارے سامنے بھی اس کو ظاہر ہونے سے نہیں روک سکتے۔

تلوار سے مسلمان بنانے کی لغویت کا اعتراف

مولوی ابراہیم نے یہ سوال اٹھا کر جو جواب دیا۔ اس سے ان کے سارے کئے کرائے پر پانی پھر گیا۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ تلوار کے زور سے صرف لوگوں کے منہ سے مسلمان ہونے کا اقرار کرائینگے۔ اور دراصل وہ لوگ کافر کے کافر ہی رہینگے۔ تو اس سے اسلام کا غلبہ کس طرح ثابت ہوا۔ اور حضرت عیسیٰ اور امام مہدی کے آنے کا فائدہ کیا ہوا۔ ان کے نزدیک اتنے سو سال سے جو خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ رکھا ہوا تھا۔ تو کیا اسی لئے کہ وہ آکر لوگوں کو منافق بنائیں۔ اور بجائے اسلام کو ماننے والے ایسے لوگ جمع کر دیں۔ جو دراصل کافر اور اسلام کے سخت دشمن ہوں۔ تلوار کے ذریعہ مسلمان ہونے کا اقرار تو ہر وہ شخص کرا سکتا ہے جس کے ہاتھ میں تلوار ہو۔ پھر امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کی کیا خصوصیت ہوئی۔

پھر ہم پوچھتے ہیں۔ کیا حضرت عیسیٰ اور امام مہدی کے وقت قرآن کریم کی یہ آیات کہ لا اکراہ فی الدین اور فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر منسوخ ہو جائیگی۔ اور ان کو قرآن کریم سے نکال دیا جائیگا۔ ان آیات کو مدنظر رکھکر مولوی صاحب نے کہا۔ کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے نہیں آئینگے۔ بلکہ ظلم اور جور کو دور کرنے کے لئے آئینگے۔ لیکن اگر کوئی اسی شرط پر جنگ چھوڑے۔ کہ میں مسلمان بنتا ہوں۔ تو کیا حضرت عیسیٰ اسے قبول نہ کریں۔ اور اسے مار ہی دیں۔ پس وہ لوگوں کو مسلمان بننے کے لئے مجبور نہیں کریں گے۔ لیکن اگر غیر مذاہب کے لوگ اپنے آپ کو مجبور سمجھیں۔ اور اسلام قبول کرنے میں بچاؤ سمجھیں۔ تو اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

مگر یہ کہتے ہوئے نہ معلوم مولوی صاحب اپنی اس بات کو کیوں بھول گئے۔ کہ حضرت عیسیٰ سوائے مسلمان ہو جانے کے اور کوئی شرط قبول ہی نہ کریں گے۔ جب یہ صورت ہوگی۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ مسلمان بننے کے لئے لوگوں کو مجبور نہ کریں گے۔ اگر ان کی آمد کا مقصد کسی کو مسلمان بنانا نہیں۔ بلکہ صر

ظلم اور جور کو دور کرکے امن قائم کرنا ہے۔ تو کیا مسلمان بنائے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اور سب لوگوں کے ظاہری مسلمان اور باطن میں پکے کافر رہنے سے کوئی لڑائی جھگڑا۔ کوئی دنگہ فساد اور کوئی ظلم و جور نہیں ہوگا۔ کیا مولوی صاحب تاریخ اسلام کے ان واقعات کو جھٹلا سکتے ہیں۔ جو مسلمانوں کی خانہ جنگیوں پر مشتمل ہیں۔ اور کیا اس بات کا انکار کر سکتے ہیں۔ کہ مسلمان لشکروں نے آپس میں جنگ کرکے خون کے دریا بہا دئے۔ اور تو اور کیا مسلمانوں میں ایسی لڑائیاں نہیں ہوئیں۔ جن میں طرفین مسلمان تھے۔ اور دونوں طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ شامل تھے۔ جنگ جمل کا واقع یاد کیجئے۔ جس میں ایک طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم محترم حضرت عائشہ اور کئی صحابہ تھے۔ اور دوسری طرف حضرت علی رض کا لشکر۔

پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنائے ہوئے مسلمانوں اور آپ کے صحبت یافتہ لوگوں میں بھی جنگیں ہوئیں۔ تو کس طرح ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ کے تلوار کے زور سے بنائے ہوئے مسلمانوں میں جو دراصل بقول مولوی ابراہیم صاحب کافر کے کافر ہی ہونگے۔ لڑائیاں اور فساد نہ ہونگے اور ان لوگوں کے مجبور ہو کر صرف منہ سے مسلمان ہونے کا اقرار کرنے پر ساری دنیا میں امن و امان قائم ہو جائیگا۔ پس یہ قطعی ناممکن ہے۔ کہ اس طرح حضرت عیسیٰ اور امام مہدی امن قائم کر سکیں۔ جو ان کی آمد کا اصل مقصد بتایا گیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں یہ کہدیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو مسلمان بنانے کے لئے نہیں آئیں گے جیرت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری خلیفہ اور امام بن کر آئیں۔ اور اسلام کی اتنی بھی خدمت کرنا ان کا کام نہ ہو۔ جتنی ہر ایک مومن کا فرض ہے۔ کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف الایہ بلکہ تلوار ہاتھ میں لیکر جزیہ کا حکم دیتے رہیں۔

اشاعت اسلام کے متعلق

جن لوگوں کے امام مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں یہ خیالات ہوں۔ کیا وہ بھی اشاعت اسلام کے لئے کچھ کر سکتے ہیں۔ یا انہیں اس کام کے کرنے کی توفیق مل سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کا لیکچر

مولوی ابراہیم سیالکوٹی کے بعد قابل ذکر بوڑھا دربھنگی ہے۔ جو بجائے کوئی علمی بات بیان کرنے کے اپنے ناز و نخرے اور شتر غمزے دکھا کر حاضرین سے داد طلب کرتا رہا۔ اس نے اول تو چھٹتے ہی یہ کہا۔ کہ یہ جلسہ ہمارا ہے۔ ہم اس میں خواہ جھوٹ بولیں۔ خواہ غلط کہیں احمدیوں کا کیا حق ہے۔ کہ ہمیں روکیں۔ اور کوئی حوالہ طلب کریں۔ اور پھر کہا۔ کہ مولوی ابراہیم صاحب تورات کو حضرت عیسیٰ سے ملاقات کرتے رہے۔ مولوی ثناء اللہ ابھی حیدرآباد سے آئے ہیں۔ نہ معلوم اپنے جھولے سے کیا کیا نکالیں گے۔ (گویا ثناء اللہ کو مداری بتلایا) ہم بیچارے جاہل کسی کام کے نہیں۔ اس لئے معمولی باتیں سنائینگے۔

کیوں اب کوئی نبی نہیں بن سکتا

اس کے بعد کہا اب صدیق شہید اور صالح تو بن سکتے ہیں۔ لیکن کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ وجہ یہ کہ کیا اگر کوئی کہے وہ رستہ بتاؤ جس پر ڈپٹی چلتا ہے۔ تو کیا سب لوگ جو اس رستہ پر چلینگے وہ ڈپٹی ہونگے۔ نبی چونکہ رستہ بتلانے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی ان کے بتائے ہوئے رستہ پر چل کر نبی نہیں بن سکتا۔

لیکن اگر اس سفید ریش میں ذرا بھی عقل و سمجھ ہوتی۔ تو ایسی بے ہودہ بات منہ سے کبھی نہ نکالتا اگر اس رستہ پر چل کر کوئی نبی نہیں بن سکتا جس پر چل کر پہلے لوگ نبی بنے۔ تو پھر اس رستہ پر چل کر شہید۔ صدیق اور صالح کس طرح بن سکتے ہیں۔ جس پر چل کر پہلے لوگ شہید۔ صدیق اور صالح بنے باقی رہا یہ کہ نبی چونکہ رستہ بتانے والا ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ یہ کہنا بھی سراسر حماقت ہے۔ کیا ایک ایم۔اے پروفیسر جو ایم۔اے کی پڑھائی کرائے۔ اس سے تعلیم پانے والا کوئی ایم۔اے نہیں ہو سکتا۔ اگر ہو سکتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ایک نبی کی کامل اطاعت کرنے پر کوئی نبوت کا درجہ نہ پا سکے۔ جس طرح ایم۔اے استاد کے شاگرد کا ایم۔اے بننا استاد کی کسر شان کا موجب نہیں۔ بلکہ قابل فخر ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور شاگردی میں آپ کے امتی کا نبی بننا آپ کے لئے ہتک کا موجب نہیں۔ بلکہ قابل تعریف ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ کی ایسی شان ہے۔ کہ آپ کی شاگردی میں نبوت کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے۔

یہ بالکل موٹی بات ہے۔ اور ہر ایک سمجھدار انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں کسی نبی کا آنا آپ کی شان کو بلند اور ارفع کرتا ہے۔ لیکن جن لوگوں کو اسلام سے تعلق نہ ہو۔ اور جن میں روحانیت کا شمہ بھی باقی نہ رہا ہو۔ وہ اگر کسی امتی نبی کے آنے کو اپنے لئے عذاب سمجھیں۔ اور باب نبوۃ کا مسدود ہونا رحمت۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسے بدقسمت لوگ پہلے بھی گذر چکے ہیں۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔

ردّ طلبی

چونکہ دربھنگی کا لیکچر محض خیالات پریشان کا مجموعہ تھا۔ اس لئے ختم نبوت کے ذکر کے بعد چندہ کی اپیل کرنے لگ گیا۔ اور اسی سلسلہ میں ہمارا ایک اشتہار جس میں تبلیغ دین کے لئے باقاعدہ چندہ دینے کے متعلق حضرت مسیح موعود کا اعلان درج ہے۔ لوگوں کو دکھا کر کہنے لگا۔ دیکھو اس میں لکھا ہے۔ مجھے دوگے تو مرید رہوگے ورنہ نہیں۔ یہ تو تم نے سن لیا۔ مگر میری بات بھی سن لو۔ اور جانتے ہو میں کون ہوں۔ میں سید ہوں۔ میرا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہے۔ میری بات کو رد کر دینا۔ تم بھی ہماری چندہ دوگے یا نہیں۔

کیا پختہ مکان بنانا جائز نہیں

اسی تحریک میں یہ بھی کہا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جب ایک صحابی کا پکا مکان دیکھا۔ تو اس سے ناراض ہوگئے۔ اور جب اس نے گرا دیا تب راضی ہوئے۔ غالباً اس کا یہی مطلب تھا۔ کہ مخاطبین میں سے اگر کسی کا پکہ مکان ہے۔ تو وہ گرا کر اور اس کا

نلیم بیچ کر جو کچھ ملے لا کر دیدے ۔ دیکھئے اسپر کہاں تک عمل کیا جاتا ہے ۔

در بھنگی نے چندہ کی اپیل کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اب کے آپ لوگوں نے ہمیں اچھے اچھے کھانے کھلائے ہیں اور یہ سنکر ہمارے مخالف جل جائینگے ۔ لیکن اگر ہمیں روٹی بھی نہ دو ۔ تو بھی ہم آئینگے ۔ ہاں جلسہ کو مضبوط بنانے کے لئے روپے جمع کرو ۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ ہم کچھ نہیں لیتے ۔ روپے لینے والے تو اور ہیں ۔ ہم تو گیارہ میل کی خاک پھانک کر چلے جاتے ہیں ✤

احمدیت کی ترقی اور اپنی ناکامی کا اعتراف

جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کے متعلق کہا ۔ اب اعلان کیا جاتا ہے کہ آٹھ لاکھ احمدی ہو گئے ہیں ۔ مگر یہ کہاں سے لائے ہیں ۔ ہمارے ہی بھائیوں کو ہم سے چھین گیا ہے ۔ ہائے افسوس ہمارے لاکھوں بھائی ہمارے ہاتھوں سے نکل گئے ۔ اور ہم کچھ نہ کر سکے ✤

یہ ہمارے مقابلہ میں اپنی ناکامی اور نامرادی کا کھلا اعتراف تھا ۔ جو بادل ناخواستہ کرنا پڑا ۔ لیکن ابھی کہاں خدا کے فضل و کرم سے وہ وقت آئیگا ۔ جبکہ ایسے لوگوں کو ناکامی اور حسرت کے اظہار کا بھی موقع نہ مل سکیگا ۔ اور اندر ہی اندر جل کر خاک سیاہ ہو جائینگے ۔

آتشبازی کا ذکر

چندہ کی تحریک پر ایک اور مولوی صاحب نے کہا ۔ کہ آپ لوگ تماشوں اور آتش بازیوں وغیرہ پر ہر سال روپیہ خرچ کرتے ہیں ۔ ایک ایک روپیہ اگر اس جلسہ کے لئے دو تو بڑی بات نہیں ۔ اگر ان مولویوں کے نزدیک فی الواقع آتش بازی بُری بات ہے ۔ اور اس پر روپیہ صرف کرنا گناہ ہے ۔ تو جسے انہوں نے یہاں کے جلسہ کا سکرٹری بنایا ہوا ہے ۔ اور جو آتش باز ہے ۔ اور سارا سال آتش بازی بنا کر بیچتا رہتا ہے ۔ اور بیاہ شادیوں میں جا کر آتش بازی چلاتا ہے ۔ اُسے آج تک اس کام سے کیوں نہیں روکا ۔

راجپوتوں کا ارتداد اور در بھنگی

راجپوتوں کو ارتداد سے بچانے کے متعلق مولوی ثناء اللہ کو مخاطب کر کے جو اشتہار دیا گیا تھا ۔ اسکے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے جو در افشانی کی اس کا مختصر ذکر گذشتہ پرچہ میں کیا گیا ہے ۔ اور مفصل اس کے لیکچر کے ذکر میں کیا جائے گا ۔ اس جگہ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں ۔ کہ جب مولوی ثناء اللہ کوئی معقول جواب نہ دے سکا تو در بھنگی کو یہ کہکر کھڑا کیا گیا ۔ کہ یہ مولوی صاحب راجپوتانہ سے آئے ہیں ۔ وہاں کے حالات سنائینگے ۔ اس کے بعد در بھنگی نے کہا ۔ میں نے جاتے ہی راجپوتوں میں ایک لیکچر دیا ۔ جسمیں بتایا کہ سوامی شردھانند نے آپ لوگوں کو ہندو بنانے کیلئے پانچ لاکھ روپیہ کی اپیل کی ہے ۔ اور تم لوگ ۴ لاکھ ہو ۔

اس سے ظاہر ہے کہ آریوں نے اٹھارہ آنے تم میں سے ہر ایک کی قیمت قرار دی ہے ۔ یہ سُنکر راجپوت بگڑ گئے اور پھر جب میں نے یہ کہا کہ تمہاری عورتوں اور لڑکیوں کی بھی یہی قیمت ڈالی گئی ۔ تو پھر تو انہیں آگ لگ گئی ۔ اور انھوں نے کہا کہ ہمیں تو اب پتہ لگا ہے ۔ ہم ہرگز آریہ نہ ہونگے ۔ بلکہ مُسلمان ہی رہینگے ۔ اور جو ہو گئے ہیں ۔ انھوں نے کہا کہ ہمارا قصور معاف کرو ۔ اور اگر معاف نہیں کرتے ۔ تو سزا دے لو ۔

یہ تھی اسلام کی صداقت اور حقانیت کی سب سے بڑی دلیل جو در بھنگی نے راجپوتوں کے سامنے پیش کی ۔ لیکن ہر ایک سمجھ دار انسان کے نزدیک اس دلیل کو سُنکر راجپوتوں کا آریہ ہونے سے رُک جانا اور جو ہو گئے ہیں ۔ ان کا واپس آجانا اپنے اندر اتنی ہی صداقت رکھتا ہے ۔ جس قدر کہ در بھنگی کی اس دلیل میں زور اور قوت ہے ۔ اور جس قدر اس میں معقولیت پائی جاتی ہے ۔ کیا مسلمان راجپوتوں میں کام کرنے کے لئے چندہ نہیں جمع کر رہے ۔ اگر کر رہے ہیں ۔ تو کیوں یہی بات آریہ ان کے متعلق راجپوتوں کو نہیں کہہ سکتے ۔ جو در بھنگی نے آریوں کے متعلق کہی ✤

عذر گناہ

مگر در دغ گو را حافظہ نباشد کے ماتحت اپنی مذکورہ بالا کارگذاری بیان کرنے کے تھوڑی دیر ہی بعد اس نے کہا ۔ جب ہم وہاں گئے ۔ تو راجپوتوں نے ہمیں کہا کہ پہلے چار سو سال تک تم لوگ کہاں رہے ہو ۔ کہ اب آئے ہو ۔ ہم نے کہا ۔ جب تک بچہ با من و امان جنگل میں کھیل رہا ہو ۔ اس وقت تک ماں باپ کو اس کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ لیکن جب اُسے بھیڑیا آدبائے ۔ اور پھر ماں باپ اس کو بچانے کے لئے نہ آئیں ۔ تو گلہ ہو سکتا ہے ۔ ہم اور ضروری کام میں لگے ہوئے تھے ۔ اس لئے تمہاری طرف نہ آئے ۔ لیکن اب جبکہ آریوں نے تمہیں آدبایا ہے ۔ تو ہم پہنچ گئے ہیں ✤

لیکن کیا یہ درست ہے ۔ کہ راجپوت قبل ازیں اسلام کے احکام سے واقف تھے ۔ اور ان پر عمل کرتے تھے ہرگز نہیں ۔ وہ صرف مسلمان کہلاتے تھے ۔ اور اسلام کے موٹے موٹے احکام تک سے بھی بالکل ناواقف تھے ۔ وہ سروں پر چوٹیاں رکھتے ۔ تیجلے کی پوجا کرتے تھے ۔ ان کے نام بھی ہندوانہ ہیں ۔ ایسی حالت میں کیا ان کو اسلام سکھانا علماء کا فرض نہ تھا ۔ پھر انہوں نے کیا کیا ۔ اس کے متعلق در بھنگی نے کہا ۔ اگر ہم نے ان لوگوں کو اسلام نہیں سکھایا ۔ تو آریوں کو کیا ۔ وہ ہمارے ہی ہیں ۔ نہ کہ آریوں کے ۔ لیکن جن لوگوں کو اسلام سے ذرا بھی واقف نہیں کیا گیا ۔ ان کو اپنا کس مُنہ سے کہا جاتا ہے ۔ اور وہ لوگ اگر ایسے مولویوں کو مُنہ نہ لگائیں ۔ تو حق بجانب ہیں ✤

واہ رے فراخدلی

در بھنگی نے ہمارے مبلغین کا ذکر کرتے ہوئے کہا ۔ کہ جب احمدی مبلغ وہاں پہنچے ۔ اور انھوں نے تبلیغ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ۔ تو ہماری فراخ دلی دیکھئے ۔ ہم نے جھٹ سے ایک تحصیل انہیں دیدی ✤

اس فراخدلی کے کیا کہنے ہیں ۔ راجپوت مرتد ہو رہے ہیں ۔ آریہ ان کو اپنے میں شامل کر رہے ہیں ۔ خود علماء کہلانے والے ہاتھ پر ہاتھ رکھے ان کا منہ دیکھ رہے ہیں ۔ ایسی حالت میں در بھنگی اور اسی قماش کے اور مولوی اپنے فراخدلی کا ثبوت دیتے ہیں ۔ کہ بغیر کسی ضد اور حیل و حجت کے احمدیوں کو کہدیتے ہیں ۔ کہ تم ان لوگوں کو مسلمان بناؤ ۔ اس سے بھی بڑھ کر فراخدلی اور سخاوت کوئی ہو سکتی ہے ۔ ویسی کو حاتم کی قبر پر لات مارنا کہتے ہیں ✤ مگر یہ انتشار اسی علاقہ میں [illegible]

حیرت ہے یہ بات در بھنگی نے ایک بے [illegible] کس مُنہ سے نکالی ۔ یہ تو اُسی [illegible]

شخص جس کے گھر کو آگ لگی ہوئی ہو۔ وہ آگ بجھانے والوں کے متعلق کہے۔ کہ میں نے اس قدر فراخ حوصلگی دکھائی ہے۔ کہ بیچ سے ان کو آگ بجھانے کی اجازت دیدی یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ ان لوگوں نے ہماری مخالفت اور عداوت میں عقل و فہم کو بالکل جواب دیدیا ہے۔ ورنہ ایسی لغو اور بیہودہ بات علی الاعلان کیوں بیان کریں۔

کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا

پھر وہ بھنگی نے کہا کہ دانشمندی اور عقل کا مقتضاء تو یہ تھا کہ ان لوگوں کو ساتھ نہ ملایا جاتا۔ لیکن ہم تو باؤلے ہو رہے تھے۔ کیونکہ ہمارا گھر مٹ رہا ہے۔ اس لئے ہم نے ان کو بھی تبلیغ کی اجازت دیدی۔ مگر انھوں نے یہ نہ مانا۔ کہ اپنے عقائد ظاہر نہ کرینگے۔ اس لئے دونوں پارٹیوں یعنے لاہوری اور قادیانی کو ہم نے الگ کر دیا ہے اور اگر پھر ان لوگوں نے ہماری بات نہ مانی۔ تو میں نے پنچایت کی طرف سے یہ پاس کرا دیا کہ کوئی احمدی اس علاقہ میں داخل نہ ہو۔ تو کہا کہ یہ بڈھا مسلمان ہی نہ تھا۔ اور یہ سفید داڑھی یونہی تھی ٭

کیا مسلمانوں کی یہی شان ہے

آخر میں وہ بھنگی نے لوگوں کو کہا کہ تم اپنے خیالات میں ایسے ہی پختہ رہو۔ جیسے وہ گنوار تھا جس سے کسی نے خدا کی ہستی کی دلیل پوچھی۔ تو اس نے کہا۔ اگر تم نے اب پوچھا۔ تو لٹھ مار کے سر دو ٹکڑے کر دونگا ٭

کیا اسلام جیسے معقول اور حقانیت سے پُر مذہب کے ماننے والوں کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ اگر کوئی ان سے ان کے کسی عقیدہ کی صداقت کے دلائل پوچھے۔ تو وہ بجائے معقولیت سے بتانے کے اس کا سر توڑنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہرگز نہیں۔ لیکن کیا کہا جائے ان لوگوں کو جو علماء کہلا کر عوام کو یہی سکھلاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ علماء کہلانے والوں کو خود بھی اپنے عقائد کی صداقت پر اطمینان نہیں ہے۔ پھر وہ دوسروں کو سر توڑنے کی تلقین نہ کریں۔ تو اور کیا کریں ٭

دشمن بات کرے انہونی

۲۵ مارچ کے اخبار پرتاپ میں صفحہ ۹ پر ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا عنوان ہے۔

"ملکانہ راجپوتوں کی شدھی کے معاملہ میں احمدیوں کا رویہ"

اسمیں ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں:۔

"ہر شہر سے یہی خبر آ رہی ہے کہ وہاں کے مسلمان اور خصوصاً احمدی فساد کے لئے آمادہ ہو رہے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنا آپے سے باہر ہونے کی کیا ضرورت ہے" وغیرہ

اور اسی نوٹ کے نیچے ایک اور نوٹ درج ہے اسمیں احمدیوں کو شکست یافتہ پہلوان قرار دیا گیا ہے کیونکہ وہ ان سے بحث کرنے کو چیلنج دیتے ہیں۔ خیر یہ تو دنیا جانتی ہے کہ شکست یافتہ کون ہے۔ اور زمانہ بتا دیگا۔ کہ کون شکست یافتہ ہے۔ لیکن آریہ پرتاپ کی ایک پیش بندی ضرور قابل داد ہے ارشاد ہوتا ہے۔ احمدی فساد پر آمادہ ہیں۔ ہاں جی کیوں نہ ہو۔ احمدیوں کی ہندوستان میں آبادی جو ۲۴ کروڑ ہوئی۔ غالباً وہ احمدی ہی تو تھے۔ جنھوں نے کرتار پور میں زندہ جانوں کو نذر آتش کیا تھا۔ شاید یہ احمدی ہی تھے۔ جنھوں شاہ آباد اور آرہ کے میدانوں کو انسانی خون سے لالہ زار بنا دیا تھا۔ بھلا ان مہموں کی بہر قوم اب اپنے طلسم کو باطل ہوتا دیکھ کر کب فساد سے باز آنیوالی ہے۔

مہاشہ صاحب! خفا کیوں ہوتے ہیں۔ احمدی تو بہت تھوڑے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ وہ کیسے فسادی ہیں گورنمنٹ کی رپورٹیں مظہر ہیں کہ کن کی زبان تلوار اور موجب فساد ہے۔ آپ پیش بندیاں کیا کرتے ہیں احمدی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام پاک مسیح موعود کے فرزند ہیں۔ ان کی سرشت میں فساد اور شرارت کا بیج نہیں رکھا گیا۔ آپ اپنے ارادوں کو قوت سے فعل میں لائیے۔ مگر دوسروں کے سر نہ تھوپیئے۔ احمدیوں کو تعلیم دیگئی ہے۔ کہ ماریں کھاؤ اور آگے بڑھو۔ پیچھے ہو کر چھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو پھر جتنا بڑھایا گیا آ

اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار

احمدیوں کو ان کے موجودہ امام کی بھی یہی تعلیم ہے کہ فساد کی راہوں سے بچو۔ دشمن کی سختی کو برداشت کرو۔ دشمن مارے تو ہاتھ مت اٹھاؤ۔ اس لئے احمدیوں کے متعلق تو خیال بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ فساد کرنا چاہتے ہیں ٭

مسلمان مبلغین سے درخواست

احمدی جماعت کے جو مبلغین جارہے ہیں وہ بحمد اللہ ایک امام اور ایک انتظام کے ماتحت ہیں۔ ان کے امام نے ان سے عہد لیا ہے کہ وہ شرارت کا مقابلہ شرارت سے نہ کریں۔ دشمن کی مار کے جواب میں بھی حملہ نہیں کرینگے۔ اسلئے انکی طرف سے بحمد اللہ ہمیں یقین ہے کہ وہ دشمن کی سختی کا جواب سختی کی بجائے نرمی ہی سے دینگے۔ ہاں دوسرے مسلمان مبلغین بھائیوں سے ہماری درخواست ہے کہ آریہ اخبارات کے لہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فساد سے درگذر نہیں کرینگے۔ جہاں تک ہو سکے اپنے جذبات کو قابو میں رکھیں۔ اگر یہ لوگ ماریں اور فساد کرنے پر بھی آمادہ ہوں تو بیشک انکی مار کو برداشت کر لیں۔ ہاتھ نہ اٹھائیں۔ پھر دنیا خود دیکھ لیگی کہ مفسد کون ہے اور مصلح کون ہے؟

مبلغوں کے لئے سائیکلوں کی ضرورت

یہ سچ ہے کہ ہمارے مبلغین اس شرط پر میدان میں گئے ہیں کہ ہم پیدل سفر کرینگے۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ مگر موقع کی نزاکت اور کام کی اہمیت بعض اوقات ایسی ہوتی ہے کہ اگر پیدل چلکر ایک مبلغ ایک مقام سے دوسرے کو جائے تو بہت سا قیمتی وقت صرف ہو جاتا ہے اس لئے کام کو جلدی انجام دینے کے لئے سائیکلوں کی ضرورت ہے جن کے ذریعہ ہمارے مبلغین کے کام میں آسانی پیدا ہو۔ اور وہ گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے کر سکیں۔ اس کے لئے اعلان ہذا کے ذریعہ احباب سے درخواست ہے کہ جو دوست اس موقعہ پر حصہ لینے کے لئے اپنے سائیکل نئے یا سکنڈ ہینڈ عاریتاً یا مستقل طور پر دے سکیں وہ جلد خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ احمدی سائیکل مرچنٹس خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

خاکسار رحیم بخش ایم اے۔ قائم مقام ناظر تالیف و اشاعت احمدیہ جماعت۔ قادیان ٭

صلح کانفرنس میں رخنہ کا بانی

دوبارہ گفت وشنید کا آغاز

صلح کانفرنس میں جو مسودہ معاہدہ دول متحدہ نے ترک نمایندوں کے سامنے دستخطوں کی غرض سے پیش کیا تھا۔ ترک نمایندوں نے اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا اور کانفرنس میں رخنہ پڑ گیا۔ اس لئے یہ سوال پیدا ہوا تھا۔ کہ رخنہ کیونکر پڑا۔ اور کس کے ہاتھوں سے؟ اس اہم سوال کا جواب دینا آسان نہ تھا مگر اب تک اس قدر واقعات ظہور میں آچکے ہیں جن کی روشنی میں وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ کانفرنس ملتوی ہونے کی اصل وجہ کیا تھی۔

معاہدہ میں دو قسم کی شرائط تھیں۔ ایک وہ جن کا تمام دول متحدہ کے ساتھ یکساں تعلق تھا۔ مثلاً آبنائے کی آزادی وغیرہ ان کو تو ترکوں نے منظور کر لیا تھا۔ دوسری وہ شرائط جن کا زیادہ تر بطور بالواسطہ تعلق اٹلی اور فرانس خصوصاً فرانس کے ساتھ تھا۔ یہ شرائط مالی اور اقتصادی ہیں۔ اور ان کو سابق حکومت ٹرکی سے بعض طامع فرانسیسی مدبروں نے کسی حیلہ یا تدبیر سے حاصل کر لیا تھا۔ چونکہ ان کی موجودگی میں ٹرکی سلطنت کو کامل خودمختاری حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اور اس کے اقتدار میں بھی فرق آتا ہے۔ اس لیے ترک نمایندوں نے ان کے منظور کرنے سے انکار کر دیا جس میں وہ حق بجانب تھے۔ اور چونکہ فرانس کے نمایندوں نے ان کی منظوری کے لیے ضد اور اصرار کیا۔ اس لئے کانفرنس کی گفت وشنید معطل ہو گئی۔ اس کا ثبوت خود غازی عصمت پاشا کے اس بیان سے ملتا ہے۔ جو آپ نے مجلس ملیہ انگورہ کی معاملات خارجیہ کی کمیٹی میں دیا تھا۔ اور جس میں بتایا گیا تھا کہ آپ نے کانفرنس میں کسی سمجھوتہ تک پہنچنے کے لیے بہت کوشش کی اور اپنی طرف سے فیاضانہ رعایات بھی منظور کیں لیکن مالی اور اقتصادی رعایات کے متعلق فرانس نے اس درجہ غیر مصالحانہ رویہ اختیار کیا۔ کہ آخرکار کانفرنس میں تعطل واقع ہو گیا۔ تعطل کانفرنس کے بعد ہی ترکی اخبارات کا لب ولہجہ بدل گیا۔ اور جہاں وہ آغاز کانفرنس سے پیشتر فرانس کو ٹرکی اور اسلام کا دوست کہتے تھے۔ وہاں وہ اسے ان کا دشمن بتانے اور یہ کہنے لگے کہ دول متحدہ میں برطانیہ ہی ٹرکی کا سب سے زیادہ دوست ہے۔ ان تمام امور سے اس میں شک باقی نہیں رہتا۔ کہ کانفرنس میں رخنہ فرانس نے ڈالا

ترکوں کے تمام جائز مطالبات مان لیے گئے۔ تاوان ندارد ہو گیا۔ آبنائے اور دردانیال پر ٹرکی کو کامل اختیار مل گیا۔ تمام ٹرکی علاقہ غیر ملکیوں کے اثر سے آزاد ہو گیا تمام خاص رعایات منسوخ ہو گئیں۔ ترکوں کے عدالتی انتظام اور حق سماعت کو غیر ملکیوں کے مقدمات میں اس شرط کے ساتھ منظور کر لیا گیا۔ کہ پانچ سال تک سماعت میں غیر ترکی اسیسروں کو شامل کیا جائے۔ اور ان کا تقرر ترکی کی مقرر کی ہوئی کمیٹی کرے۔ سلطنت عثمانیہ کا قرضہ ٹرکی اور ریاستیں بحصہ رسدی ادا کریں۔ جو سنہ ۱۹۲۲ء ہی میں ٹرکی کے قبضہ سے نکل کر آزاد ہو چکی تھیں۔ سلطان کی مذہبی سیادت اور اثر کو نہ صرف ترکوں بلکہ تمام عالم اسلام پر تسلیم کر لیا گیا۔ گو ٹرکی کو اپنی سلطنت کے باہر کوئی ملکی اور عدالتی اختیار نہیں دیا گیا۔ لیکن معاہدہ کا کوئی اثر ان مذہبی حقوق اور اس دینی حکومت پر نہیں پڑیگا۔ جو ترکوں کو جہان عالم پر حاصل ہیں۔ گویا خلیفۃ المسلمین کے روحانی اقتدار اور مذہبی حکومت کو تقریباً تمام مسلمانوں کے اوپر مان لیا گیا۔

اب رہا موصل کا مسئلہ جن معاملات کا اس پر اثر پڑتا ہے۔ ان کی کیفیت یہ ہے کہ ٹرکی اور برطانیہ میں جدا صلح کی تجویز ہو گئی ہے۔ اور لارڈ کرزن نے ٹرکی کی مخالفت چھوڑ دی۔ عصمت پاشا اس پر رضامند ہو گئے۔ کہ عربی ممالک کو خودمختاری دی جائے۔ اس کے باعث عربوں کی جانب سے موصل کی واپسی کے متعلق زیادہ اصرار نہ کیا جائے گا۔ موصل کا مسئلہ ایک سال کے اندر برطانیہ اور ٹرکی کے درمیان دوستانہ بات چیت سے حل ہو جائیگا موصل خاص کی زیادہ تر آبادی عربوں کی بتائی جاتی ہے۔ مسئلہ موصل غالباً اس طریق میں طے کیا جائیگا۔ کہ موصل خاص کو تو عراق کی وکالت کے زیر نگیں کیا جائے مگر موصل کے سرحدی علاقے جن میں غالب آبادی ترکوں کی ہے۔ وہ سلطنت ٹرکی کے ماتحت بنائے جائیں۔ اور بعض حلقوں میں یہ رائے ظاہر کی جا رہی ہے کہ ممکن ہے کہ موصل خاص بھی ترکوں ہی کو مل جائے۔

برطانیہ کو واقعات سے یقین ہو گیا ہے۔ کہ اس کے لیے ترکوں اور مسلمانوں کی دوستی لازمی ہے۔ کیونکہ اس میں دونوں کا مفاد ہے۔ گویا دونوں میں دوستی بحال ہو کر بڑھ رہی ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے۔ کہ برطانیہ اور ٹرکی کے باہمی اہم اختلافات دور ہو گئے ہیں۔ اس لئے دونوں میں باہمی مفاد کی خاطر اتحاد قائم رہنا چاہیے اور دوستی کی پرانی روایات کی بحالی اور تجدید بھی لازم ہے۔

مجلس انگورہ کے انتہا پسند ممبر خواہاں تھے۔ کہ صلح نہ ہونے پائے۔ لیکن عصمت پاشا اور کمال پاشا کا تدبر ان پر غالب آیا اور اگرچہ معاہدہ لائحہ مسترد کر دیا گیا۔ لیکن اس کے جواب میں ترکوں نے جو بالمقابل شرائط معہ ایک نوٹ پیش کی ہیں۔ وہ ناقابل نامنظوری نہیں ہیں۔ نوٹ کا لہجہ معتدل ہے۔ ترک چاہتے ہیں کہ مالی دفعات کی ترمیم کی جائے۔ اور اقتصادی دفعات جاری کی جائیں۔ ضبط شدہ ترکی جہاز اور سامان جنگ جیسے عارضی صلح کے بعد اتحادی لے گئے ہیں۔ واپس دئے جائیں۔ اور جواب میں دریائے مرتضٰی کی وادی بھی ٹرکی میں شامل کی جائے۔ اتحادیوں اور ٹرکی میں خودمختار قوموں کے جیسے تعلقات پیدا کئے جائیں۔ مالی انتظام اور عدالتی یا ہر ایک سلطنت کی رعایا کا دوسری سلطنت میں باہمی معاہدات کے ذریعہ معین کیا جائے۔ ان ترکی شرائط میں کوئی بات بظاہر ناقابل منظوری نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اتحادی خاصکر برطانیہ دوبارہ بحث کے لیے آمادہ ہے۔ بشرطیکہ امور بحث طلب کا دائرہ محدود ہو۔ اور فیصل شدہ امور پر بحث نہ کی جائے۔

ایک اور امر ضروری یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند نے

اپنے یکم مارچ ۱۹۲۳ء کے مشہور تار میں جو امور صلح کے متعلق درج کئے تھے۔ معاہدہ میں ان کو عملی وقعت دی گئی ہے۔ اور گورنمنٹ ہند نے اعتدال پسند مسلمانوں کے جذبات کی جو مسلسل تائید کی ہے۔ اس سے نہایت عمدہ نتائج ظہور میں آتے ہیں۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ برطانیہ اور ترکی میں دوستانہ تعلقات روبترقی ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ برطانیہ نے میرے جنگی جہاز واپس بلائے ہیں۔ ترکی علاقہ پر برٹش ہوائی جہازوں وغیرہ کی مخالفت کر دی ہے۔ چناق سے جنگی جہاز ملکوہ وانہ ہو گئے۔ اور جہاز ملایا اور دو اور جنگی جہاز منگوا لئے گئے ہیں۔ ترکوں نے دو ہوائی افسروں کو بے منڈ سے رہا کر دیا ہے۔ اور یہ کہ برطانیہ مشتعل ترکوں کے صلح اور دوبارہ گفت وشنید کے لئے آمادہ ہے۔ اور تازہ ترین خبر ہے۔ کہ ترکوں کے اٹھائے ہوئے اعتراضوں کی فوائد صلح کی خاطر نہایت صابرانہ برتاؤ کی جائے گی۔ جن فوائد کی جستجو میں حکومت مگور ہے۔

جو بالمقابل شرائط ترکوں نے پیش کی ہیں۔ وہ اس اصول کے مطابق "کچھ تم بڑھو کچھ ہم بڑھیں" طے ہو سکتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ برطانیہ دوبارہ بات چیت پر رضامند ہے۔ اب فرانس کو ضد سے محتاط رہنا اور برطانیہ کی تقلید کرنا چاہئیے۔ تاکہ صلح جس کی دنیا کو ضرورت لاحق ہو رہی ہے۔ ہو کر امن چین کا دور دورہ ہو۔ امید ہے کہ برطانیہ اپنے رسوخ سے فرانس کو راہ راست پر لے آئے (ایک حق پسند مبصر)

مندرجہ بالا مضمون ہمیں ایک معزز غیر احمدی مبصر کی طرف سے وصول ہوا ہے جسے ہم الفضل کے کالموں میں درج کرتے ہیں (ایڈیٹر الفضل)

مبلغین سے خط وکتابت

مدیر وفد تبلیغ کے ممبروں سے خط وکتابت کرنے والے احباب مطلع رہیں کہ وہ آئندہ تمام خط وکتابت یا اطلاع ثانی شیخ محمد الدین صاحب تاجر نکو نہبہ بازار آگرہ کی معرفت کریں۔ ورنہ خطوط کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ والسلام

مولوی محمد ابراہیم صاحب سکرٹری وفد تبلیغ آگرہ

(ٹی۔ ایس۔ سی)

گجرات میں احمدی علماء

فتنہ ارتداد اور آریہ سماج کے متعلق لیکچر

۲۱ مارچ ۱۹۲۳ء کو جناب حافظ روشن علی صاحب اور جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری اور مولوی ظہور حسین صاحب گجرات میں آریہ سماج سے مناظرہ کی تقریب پر تشریف لیگئے وہاں سے جو پہلی رپورٹ ہمیں موصول ہوئی ہے درج ذیل ہے۔

اس قسم کا ایک لیکچر پچھلے دنوں ہمارے مکرم ومحترم بھائی جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹرایٹ لا امیر جماعت احمدیہ نے لاہور میں دیا ہے۔ اس میں علاوہ اور باتوں کے آپ نے اعلان کیا کہ ہمیں علاوہ ملکانوں کو فتنہ ارتداد میں مبتلا ہونے سے روکنے کے سوامی شردھانند وغیرہ کو بھی دعوۃ اسلام دینا چاہیئے۔ ایڈیٹر

پرسوں ۲۲ مارچ ۱۹۲۳ء کو ہم گجرات پہونچے۔ اسی دن سے ہم آریہ سماج کے سکرٹری سے مناظرہ کے لئے کوشش کرتے رہے ہیں۔ مگر انہوں نے مناظرہ کرنے سے گریز کیا۔ چنانچہ یہاں ہمیں یہ مشورہ دیا۔ کہ ان کے اعتراضات کو جو وہ اپنے لیکچروں میں اسلام پر کریں جواب دئے جائیں۔ چنانچہ کل ۲۲ مارچ کو نو بجے رات کے جناب حافظ روشن علی صاحب کا زیر صدارت مکرمی شیخ عبد الرحمن صاحب مصری فتنہ ارتداد کے متعلق ڈیڑھ گھنٹہ تک لیکچر ہوا لیکچر دینے سے پہلے یہاں کی خلافت کمیٹی کے ایک ممبر نے پبلک کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ ہم مسلمانوں کو چاہئیے کہ آپس میں متحد ہو کر فرقہ بندیوں کے خیالات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس فتنہ کے دور کرنے کی کوشش جاری کر دیں۔ جو کہ اس وقت بڑے زور سے یوپی کے علاقہ میں اٹھا ہوا ہے۔ حافظ صاحب کا لیکچر بہت ہی کامیاب اور مؤثر ہوا۔ آپ کے لیکچر پر مسلمانوں کے علاوہ سکھ ہندو بھی کثرت سے شریک تھے۔ لیکچر کے بعد یہاں کے ایک شخص نے بھی کچھ بیان کیا۔ اور اس کے بعد ایک آزاد سکول کے ہیڈ ماسٹر نے اٹھکر کہا کہ گجرات کے مسلمانوں کا جمع شدہ چندہ کس فرقہ کے مبلغین کو دیا جائیگا۔ اس پر خلافت کمیٹی کے ایک ممبر نے کہا کہ جس فرقہ نے مبلغ زیادہ انتظام اور ہمت سے کام کریں گے۔ ان کو یہ چندہ دیا جائیگا۔ اس پر وہ بے اختیار ہو کر بول اٹھا۔ کہ ہم احمدی جماعت کو کس طرح چندہ دے سکتے ہیں۔ جبکہ یہ ہمکو کافر کہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے۔ اور اپنی لڑکیوں کے رشتہ تو ہمارے ساتھ نہیں کرتے ہیں۔ اور ہماری لڑکیوں کو اپنے نکاح میں لے آتے ہیں اس پر خلافت کمیٹی کے ممبروں نے سخت اسکی مخالفت کی۔ اور اس کو خاموش کر دیا۔ اور کہا کہ اس وقت اختلاف پیدا کرنے کا وقت بالکل نہیں۔ بلکہ متحد ہو کر مقابلہ کرنے کا وقت ہے۔ اس کے بعد اخیر پر مکرمی شیخ صاحب نے بحیثیت صدر ہونے کے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس وقت وہ شخص جو اختلاف پیدا کرنا چاہتا ہے۔ وہ اسلام کا سخت مخالف ہے۔ اور شیخ صاحب نے بڑے زور سے ولولہ انگیز لہجہ میں فتنہ ارتداد کے متعلق چار پانچ منٹ تک بیان کیا۔ جسپر کہ تمام حاضرین جلسہ نے اتفاق کرتے ہوئے بآواز بلند کہا کہ بالکل درست ہے۔ اور صحیح ہے اس کے بعد دعا پر جلسہ ختم ہوا اور آج شیخ صاحب کا لیکچر آیا وید کامل الہامی کتاب ہے۔ اور حافظ صاحب کا لیکچر قرآن شریف کے کامل الہامی کتاب ہونے پر ہے۔

الراقم۔ ظہور حسین مولوی فاضل از گجرات

ہمارے وفد کی رپورٹیں

ہمارے وفد تبلیغ متعینہ آگرہ کی رپورٹیں موصول ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ جنہیں ہم انشاء اللہ آئندہ اشاعت سے درج کرنا شروع کر دیں گے۔ وہ رپورٹیں مفصل۔ مؤثر اور واقعات سے پر ہیں۔ ان کے شائع ہونے پر آریہ مبلغین کی فتنہ کاریاں اور افترا پردازیاں طشت از بام ہو جائینگی اور مسلمانوں کے دل خوش ہوں گے۔ احباب آئندہ اشاعت کا انتظار کریں۔ ایڈیٹر

544

(۱۰) میاں محمد دین صاحب زرگر مہاجر قادیان

(۱۱) میاں محمد شفیع صاحب زرگر مہاجر قادیان

(۱۲) چوہدری نثار احمد صاحب سیکرٹری کویٹ لانس نائک ٹیریٹوریل فورس

(۱۳) ہادی علی خاں صاحب نائک (ٹیریٹوریل فورس) برادر زادہ میسرز محمد علی شوکت علی

(۱۴) شیخ محمد ابراہیم علی صاحب پسر جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم

(۱۵) محمد اعجاز الحق خاں صاحب سب اوورسیر پسر ڈاکٹر محمد طفیل خاں صاحب بٹالوی

(۱۶) میاں غلام محمد صاحب ڈنگوی مہاجر

(۱۷) میاں عبد اللہ صاحب کشمیری دوکاندار قادیان

(۱۸) چوہدری محمد حسین صاحب چوہدری والہ

(۱۹) منشی محمد عامل صاحب بھاگلپوری مہاجر

(۲۰) میاں محمد الدین صاحب مسافر برادر جناب ماسٹر خیر الدین صاحب بی۔ ایس۔ سی۔

(۲۱) محمد ایوب خاں صاحب

(۲۲) سید عزیز الرحمن صاحب بریلوی مہاجر

سب کے لئے دعا

یہ فہرست سنانے کے بعد فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ ان کیلئے جو جا رہے ہیں اور ان کیلئے بھی جنہوں نے پیش کیا مگر جا نہیں سکتے۔ ان کی نیت کا بدلہ اللہ ان کو دیگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مدینہ میں کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں جو ہر ایک وادی میں جہاں سے تم گذرتے ہو تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک حال میں تمہارے ساتھ رہتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا حضور وہ کون ہیں۔ فرمایا یہ تمہارے وہ بھائی ہیں جو کسی عذر کیوجہ سے نہیں جا سکے۔

پس ان بھائیوں کیلئے جن کے دل میں ہے کہ جائیں مگر نہیں جا سکے خواہ ہم ان کو ابھی بھیج نہیں سکے یا ان کو عذرات ہیں وہ مستحق دعا ہیں اب جانے کا موقع ہے سب کو تیار رہنا چاہئیے

پھر فرمایا۔ یہ بیس[۱] آدمی ہیں جو عصر کی نماز کے بعد رخصت ہوں گے۔ سب کیلئے جو جا رہے ہیں جو وہاں ہیں۔ یا جو جانیکو تیار رہیں۔ دعا کی جائے۔ بھائی عبد الرحیم صاحب آگرہ تک وفد کے امیر ہونگے اور وہاں جا کر چوہدری صاحب کے سپرد کر دیں گے۔ اب بھی دعا کرتا ہوں اور عصر کے بعد بھی دعا کرونگا۔

[۱] پہلے بیس آدمی ہی بھیجنے کی تجویز تھی۔ پھر بائیس کو تیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور بائیس ہی روانہ ہوئے۔ (الفضل)

ہندوؤں کیطرف سے احمدی مبلغین پر زدوکوب کا آغاز

آریہ سماج کے مشنریوں نے اپنی قدیم مفسدانہ فطرۃ کے مقتضٰے کے ماتحت اپنے زیر اثر لوگوں میں اسلام کے خلاف اتنا زہر بھر دیا ہے کہ وہ مسلمان مبلغوں کو مارنے اور قتل کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں چنانچہ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ایک قصبہ میں جب ہمارے دو احمدی بھائی یعنی مولوی ظفر اسلام صاحب قادیانی اور میاں حبیب الرحمن خاں صاحب گئے۔ تو ایک ملکانہ راجپوت نے جو اشدھ ہونے کے لئے تیار تھا۔ ان پر لاٹھی سے وار کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دونوں خادم اسلام اس کے حملہ سے محفوظ رہے۔

آریہ اخبارات نے تو بطور پیش بندی لکھا تھا۔ کہ انہیں احمدیوں کی طرف سے فتنہ کا خوف ہے۔ مگر واقعات پیش آمدہ بتا رہے ہیں۔ کہ ہندو نہیں۔ بلکہ وہ جو ہندو بنائے جا رہے ہیں۔ ان میں بھی عناد کا اتنا بیج بو دیا ہے کہ وہ مارنے کیلئے تیار ہیں۔

فتنۂ ارتداد اور جماعت احمدیہ

جماعت احمدیہ قادیان کے دفتر تبلیغ کے امیر جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے کی طرف سے مندرجہ ذیل برقی پیام موصول ہوا ہے جو مسلمانوں کے لئے مسرت کا موجب ہوگا۔

آگرہ ۲۴ مارچ۔ احمدیہ مبلغین نے اضلاع مین پوری علیگڈھ اور اٹاوہ میں لوگوں کو ارتداد سے بچا لیا ہے۔ یہ مبلغین ملکانہ راجپوتوں کے ۶۰ قصبوں میں پہنچے۔ اور قصبوں کے نمبرداروں اور چودھریوں سے ملے جنہوں نے وعدہ کیا۔ کہ ہم آریوں کے پھندے میں نہیں آئیں گے۔ اگر خداوند تعالیٰ نے چاہا تو ان اضلاع میں ارتداد کا اب کوئی خطرہ نہیں۔ گیارہ احمدی مبلغین اضلاع متھرا میں کام کر رہے ہیں۔ ہندو راجپوت دیہاتی مرتدوں کو قبول کرنا پسند نہیں کرتے۔ شردھانند مایوس ہو کر قصبہ انور سے واپس ہو گیا ہے۔ فتح محمد سیال ایم۔ اے قادیانی

خدا و رسول کے کام کو ستیاناس ہونے سے بچاؤ

۲۴ مارچ کے زمیندار نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مضمون مندرجہ الفضل ۱۲ مارچ کو درج کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا ہے۔

"امام جماعت احمدیہ قادیان کا اعلان

مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان نے فتنہ ارتداد کے متعلق ایک طویل اعلان شائع فرمایا ہے۔ جس کے زیادہ حصہ میں۔ اس امر کی شکایت کی ہے۔ کہ مسلمان ان کی جماعت کے مشاغل میں بھی حائل ہوتے ہیں۔ جو وہ خالص اسلام کے اعلاء کلمۃ کیلئے اختیار کرتے ہیں۔ اس حصہ میں مرزا صاحب نے بہت سے افسوسناک واقعات کا حوالہ دیا ہے۔ جو بعض جاہل مولویوں کے غیر معقول بغض و عناد سے پیدا ہوئے تھے۔ اگرچہ ان واقعات کے بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن مرزا صاحب ممدوح نے غالباً اس لئے بیان فرمائے۔ کہ جب قادیانی احمدی مبلغ جن حلقۂ ارتداد میں پہنچیں۔ اور کام شروع کریں۔ تو ایسا نہ ہو۔ کہ بطور سابق دیگر فرقہ ہائے اسلامی کے مبلغین بھی مخالفت شروع کر دیں۔ اور وہ کام جو صرف خدا و رسول کا کام ہے اور جس میں کسی فرقے کا تعلق نہیں۔ ستیاناس ہو جائے۔

ہم بھی اس معاملے میں مرزا صاحب کے خیال کے موید ہیں انسداد ارتداد کے معاملے میں جو لوگ فرقہ بندیوں کے جھگڑے پیدا کرتے ہیں۔ وہ تبلیغ اسلام کی تحریک مقدس کے دشمن ہیں۔ اور ہم تمام تبلیغی انجمنوں سے باادب التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ حلقۂ ارتداد میں باہمی فرقہ بندیوں کی بحث کو قطعاً فراموش کر دیں۔ اور جھگڑے کا کوئی موقعہ نہ آنے دیں۔ جب ایک مشترک دشمن کی فوجیں مقابل میں صف آرا ہوں تو اپنے اختلافات کو فراموش کر کے پہلے اس سے نبٹنا چاہئیے گھر کے جھگڑے تو بعد میں بھی ہوتے رہیں گے"

تقرر امراء

ذیل کے احباب مندرجہ ذیل جماعتوں کے امیر مقرر کئے گئے ہیں۔

(۱) مولوی محمد تقی صاحب — جماعت بھٹنڈہ

(۲) ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ جماعت دھرم کوٹ بگہ

(۳) مولوی عبد اللہ صاحب — جماعت بھیرو چیچی

(۴) چوہدری فقیر محمد صاحب جماعت شاہپور تحصیل گورداسپور

(۵) مولوی عبد السلام صاحب — جماعت کاٹھ گڑھ

ناظر صاحب [illegible]

اعلانات نکاح گذشتہ سے پیوستہ

سلسلہ اعلان نکاح کیلئے ملاحظہ اخبار الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۲۳ء

نمبر ۲۰:- ۳۱ر دسمبر ۱۹۲۲ء کو آمنہ بیگم بنت ظہور احمد عبد اللہ بیگ صاحب ساکن سیالکوٹ کا نکاح ڈاکٹر حاجی خانصاحب قوم پٹھان ساکن کراچی سے پانصد مہر پر ہوا اور حافظ روشن علی صاحب نے نکاح کا اعلان فرمایا۔

نمبر ۲۱- یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو مریم بنت محمد عبد اللہ ٹھیکیدار نوشہرہ چھاونی کا نکاح شیخ رحمت اللہ صاحب ساکن فیض اللہ چک ضلع گورداسپور سے پانصد روپیہ مہر پر ہوا۔ اور حافظ روشن علی صاحب نے اعلان فرمایا۔

نمبر ۲۲- ۴ر جنوری ۱۹۲۳ء کو ممتاز فاطمہ بنت حکیم سید عبد الرحیم صاحب مرحوم دہلوی حال ساکن قادیان کا نکاح سید انعام اللہ شاہ صاحب ساکن سیالکوٹ سے ایک ہزار روپیہ مہر پر ہوا۔ اور حافظ روشن علی صاحب نے اعلان فرمایا۔

نمبر ۲۳- ۲۶ر جنوری ۱۹۲۳ء کو طالع بی بی بنت عمر الدین صاحب قوم ارائیں ساکن ننگل باغبان کا نکاح غلام محمد ولد سانوں قوم ارائیں ساکن خوشحال پور سے ۲ صد روپے مہر پر ہوا اور مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا

نمبر ۲۴- ۲۶ر جنوری ۱۹۲۳ء کو سعیدہ بیگم بنت حاجی کریم بخش صاحب قوم راجپوت ساکن ظفروال کا نکاح نظام جان ولد محمود جان قریشی دکاندار ساکن قادیان سے تین صد روپیہ مہر پر ہوا اور مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا

نمبر ۲۵- ۲۹ر جنوری ۱۹۲۳ء کو مسماۃ صوباں بنت گنگا۔ کمہار ساکن قادیان کا نکاح میاں فضل محمد ولد سندھی قوم کمہار ساکن ہرچیاں حال مہاجر قادیان سے ایک سو روپیہ مہر پر ہوا۔ اور مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

نمبر ۲۶- ۳۰ر جنوری ۱۹۲۳ء کو حاکم بی بی بنت غلام نبی صاحب قوم حجام ساکن شاہپور کا نکاح میاں عبد اللہ ولد عمر الدین قوم حجام ساکن قادیان سے اڑھائی صد روپیہ مہر پر ہوا۔ اور مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا۔

نمبر ۲۷- ۱۳ر فروری ۱۹۲۳ء کو محمودہ بیگم بنت مولوی غلام محمد صاحب امرتسری حال ملازم گورداسپور کا نکاح ملک عزیز محمد صاحب بی۔ اے پلیڈر ڈیرہ غازی خاں سے ایک ہزار روپیہ مہر پر ہوا۔ اور مولوی سرور شاہ صاحب نے اعلان فرمایا

نمبر ۲۸- ۴ر مارچ ۱۹۲۳ء کو زبیدہ بیگم بنت قریشی حکیم محمد عبید اللہ صاحب ماچھی واڑہ کا نکاح منشی رحمت اللہ ولد غلام نبی صاحب قوم ٹھیکیدار ساکن لدھیانہ سے گیارہ صد روپیہ مہر پر ہوا۔ اور حافظ روشن علی صاحب نے اعلان فرمایا۔

ناظر امور عامہ قادیان